

مریم :- یہ کون ہیں؟  
عارف :- یقیناً ہمارے کو نہ۔ ہیلو کو نہ۔

ایک بچے کے ساتھ ہاتھ ملاتا ہے، لیکن نفرت کے ساتھ۔  
ہاؤڈو یو ڈو (بچہ ہنستا ہے)

ابو :- پہلے تو یہاں میمان ہوتا تھا۔ اب مکان بن گئے ہیں۔ میرا خیال ہے یہی  
گلی ہے۔

مریم :- (ایک بچے سے) ادئے ہاتھ مت لگا دیندے شیلد کو۔  
عارف :- ادئے باز آتے ہو گئے ہیں۔

مریم :- دے آر سو ڈرٹی۔ ہاؤکین دے بی سو ڈرٹی؟  
عارف :- (مسکرا کر) یہ تو کو نہ ہیں۔

درستے زبیدہ آتی ہے چودہ پندرہ برس کی لڑکی۔ تیل سے چپڑے، ہونے بال  
اور گندے کپڑے۔ ہر وقت دانت باہر رہتے ہیں۔ ہنسنی رہتی ہے اور آتے ہی  
آپاں جی آپاں جی" ہکتے ہوئے مریم سے چھٹ جاتی ہے۔

مریم زبیدہ کو پرے دھکیلتے ہوئے۔ اگرچہ وہ پھر آکر چھٹنے کی کوشش کرتی ہے۔  
مریم :- کون ہو تم۔ کون ہو۔

زبیدہ :- ہیں بیدی ہوں، آپاں جی۔ سلام بھا جی  
عارف :- واه لیکم السلام۔ چیتی رہو گئن بیدی۔

ابو :- تم بھائی فیض کی بیٹی تو نہیں؟

زبیدہ :- سلام اے چاچا جی۔

ابو کے ساتھ بھی چھٹنے کی کوشش کرتی ہے۔

ہیں اُپلے تھا پر ہی تھی تو ایک بال نے بتایا کہ بیدی تمہارے بہناءں

بھائی آئے ہوئے ہیں شہر سے اور ساتھ میں چاچا جی بھی۔ آہو۔ آؤ  
ناں گھر چلو۔ دے ...  
ایک بچے کو کار سے گھسیٹ کر انگ کرتی ہے۔

پرلاں ہو جاؤ۔ میرے بھا جی کی گڈی ہے۔ چلو بھا جی۔ (عارف منہ بناتا  
ہے) آؤ آپاں جی (مریم منہ بناتی ہے) چلو چاچا جی (ابو مسکرا تاہے)  
تینوں گلیوں میں پڑنے جا رہے ہیں۔ اب وہ ایکیلے رہ گئے ہیں۔ بچے پچھے رہ گئے  
ہیں۔ زبیدہ در مرتبہ گلی میں کھڑی ہو کر کسی عورت کو مخاطب کر کے کہتی ہے۔

زبیدہ :- میرے چاچا جی آئے ہیں۔ ساتھ بھا جی اور آپاں جی بھی ہیں۔  
آہو۔

ایک دروازے کے قریب رُکتے ہیں۔ زبیدہ دروازے کو دھکیل کر کھولتی ہے۔  
اور چاروں اندر درا خل ہو جاتے ہیں۔

#### — ۶۳ —

ایک پرانا کچا مکان۔ دو دروازے۔ پہنچی سیڑھیاں جو کوٹھے پر جا رہی ہیں۔ سیڑھوں  
کے ساتھ تند دری۔ قریب، ہی ایک ہینڈ پیپ۔ چوہلہ اور ایک درخت بیری  
کا۔ اس مکان کے ساتھ مشترکہ صحن والا ایک کمرہ ہے۔ درمیان میں چھوٹی سی  
دیوار ہے جسے پہلانا چا سکتا ہے۔ سب سے پہلے زبیدہ درا خل ہوتی ہے۔ باقی  
تینوں اندر آتے ہیں، تو اس مکان کو دیکھتے ہیں۔ جو تقریباً ڈھے رہا ہے پہانا  
ہے اور سکھا ہے۔

زبیدہ :- اماں۔ نیں اماں  
چاچی جنستے نل کے پاس برتن مانجتی ہوتی اٹھتی ہے۔ ہاتھوں میں راکھ لگی ہے  
جو دھونی ہے جلدی جلدی۔

چاپچی جنتے :- بسم اللہ

تینوں کی طرف آتی ہے۔ مریم اور عارف کے سر پر پیار دیتی ہے۔ منہ چومتی ہے۔ پھر  
یکدم سیدھی کھڑی ہو کر ایک لمبا گھونگھٹ نکال کر آہستہ آہستہ چلتی نفضل خاں  
کے تربیب جا کھڑی ہوتی ہے۔

چاپچی :- سلام بھائی جی۔ (سر آگے کرتی ہے)  
فضل :- داعلیکم السلام۔

چاپچی :- سلام بھائی جی۔ (سر کو اور آگے کرتی ہے)  
فضل :- اچھا اچھا۔ (پیار دیتا ہے)

چاپچی :- نیں بیدی جلدی کر جلدی۔ اندر سے نوار والی چار پانی لامیرے  
بھائی جی کے بے۔

بیدی بھاگتی، ہوئی اندر جاتی ہے، ساتھ ہی چاپچی بھی جاتی ہے۔

مریم :- (مکان دیکھتے ہوئے)  
عارف :- (proper place)  
WHAT A PLACE  
A PROPER RUIN

بیدی چار پانی لاتی ہے۔ چاپچی ایک کروشیے کے کور والی کرسی لاتی ہے۔

بیدی :- بیٹھو بھائی... آپاں جی۔

فضل خاں کرسی پر بیٹھتا ہے۔

فضل :- بھائی فیض کہاں ہے؟

چاپچی :- وہ تو ابھی کنزیں پہ رہے (مریم کی طرف دیکھ کر) اور روشنابھی اس کے  
ساتھ ہے۔ ابھی آتے ہوں گے... میں بلالوں۔

فضل :- نہیں بہن، رہنے دو۔

چاپچی :- آج ہے چاند کس طرح چڑھ گیا۔ کیسے خیال آگیا بھائی ہمارا۔

**فضل :-** بس بیٹھے بٹھانے پر دگرام بن گیا۔  
مکان کی طرف دیکھو کر، اس کی مرمت وغیرہ نہیں کروائی۔

**چاچی :-** لو میں نے خود پوچا دیا ہے اسے اگلے دن، پارش کی وجہ سے درا خواب ہو گیا ہے۔ بھائی فضل ہم تو تیرے پہت بہت شکر گزار ہیں۔ تو نے ہمیں اپنا گھر رہنے کو دیا، ہوا ہے۔

**فضل :-** شکر یہ تو تمہارا ہے، ہن... تم یہاں نہ رہتے تو یہ گھر کب کا گرد پکا ہوتا۔  
چاچی، تر نیں بیدی پر رہنے صحن میں بیٹھے ہیں اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھی ہے۔  
اٹھ چانے کے لیے پانی رکھ... نہیں یہ سی نہیں پئیں گے۔ اٹھ شاباش۔

**فضل :-** آپ نے کوئی اپنا بند و بست ابھی تک کیا ہے کہ نہیں۔ میرا مطلب ہے  
مکان وغیرہ بنوایا ہے۔

**چاچی :-** نہیں۔ وہ... بس حنچائش ہی نہیں نکلی۔ آپ اب رہو گے ناں ہفتہ  
دس دن۔ نیں بیدی وہ رضا یاں اور تلا یاں۔

بیدی اشارہ کرتی ہے کہ صرف دو تین ہیں۔

میں ابھی آتی مولوی صاحب کے گھر سے ایک دور رضا یاں لے آؤں۔ پالا  
مزدھ ہو گیا ہے۔

اٹھ کر جاتی ہے، فضل اٹھتا ہے اور مکان کو دیکھتا ہے۔ صحن میں گھومتا ہے۔

**فضل :-** اس صحن میں میرے باپ دادا کی پارا تیں اتری تھیں۔ سنہ ہے میری  
دادی اتنی حسن والی تھی کہ جب اس نے اس صحن میں قدم رکھا تو شام  
ہونے کے باوجود ہر طرف روشنی ہی روشنی ہو گئی۔ اور اسی صحن سے میرے  
باپ دادا کے جنازے اٹھے۔ مسکرا آتے ہے، میں اس صحن میں صراغوں کے  
پیچے بجا گا کرتا تھا۔

زبیدہ :- آپ جی اب آپ رہو گے ناں ہمارے پاس۔

مریم :- ہاں۔ (عارف سے)

HERE FIRST THING IN THE MORNING.

انہ کر ٹھہنے لگتی ہے۔ پھر بھلی مرتبہ سٹرھیوں کو دیکھتی ہے اور اسے کچھ ہوتا ہے۔ سٹرھیاں ڈزالو ہو رہی ہیں۔ مریم کی آنکھیں سٹرھیاں اور ایک خاص موسیقی۔ مریم دیکھتی رہتی ہے اور پھر سڑھکتی ہے۔

مریم :- ابو یہ سٹرھیاں کہاں جاتی ہیں؟

بیدی :- کوئی پڑھتے پڑھتے پڑھتے پڑھتے۔ میں آپ کے ساتھ چلوں۔

مریم :- نہیں۔

سٹرھیوں کی طرف دیکھتی ہے۔ پھر چھوٹی دیوار کے پاس آ کر کھڑی ہوتی ہے۔ اس کے پیچے سے چاچا مہربان نمودار ہوتا ہے۔ مریم ایک بلکل سی پنج ماری ہے۔

مہربان :- ناں تو مرنگی نہ کر لیں آج تمہارے لیے۔ لااؤ۔ اونے ہوئے فضل خاں بھی آیا ہوا ہے۔

فضل :- بھائی مہربان آپ۔ بچو یہ تمہارے چاچا مہربان ہیں۔ (بچے سلام وغیرہ کرتے ہیں)

مہربان :- ہاں میں تمہارا چاچا ہوں اور یہ ہے میرا گھردیوار کے اُدھر قم میرے گھر آتے ہو یا نیض بخش کے۔

فضل :- دونوں ایک ہی گھر ہیں، اور سناؤ مہربان کیا حال ہے۔

مہربان :- اللہ کی مہربانی ہے۔ اونے گڑی یہ بیدی کیا بندوبست کیے ہیں کھلنے پہنچنے کے۔

بیدی :- (بیزاری سے) ہمارے ہمان ہیں ہم جو مرمنی کریں۔

مہربان :- نہ خاطر پوری پوری کرنا... نا تو مرغی نہ کریں ان کے لیے نادیں،  
فضل :- آج کھیتوں پر نہیں گئے بھائی مہربان.

مہربان :- گیا تھا... پھر میں نے سوچا میرا کون سا جیا جنت ہے جس کے لیے  
خون پسینہ جلاتا رہوں نہ کوئی آگے نہ کوئی پیچھے۔ بھیسوں کو چارہ ڈال  
کر دا پس آگی... اوسے کڑپے چائے بنائی ہے مہماںوں کے لیے.

بیدی :- آ ہو بنارہی ہوں.

مہربان :- پھر مجھے بھی دینا۔ چینی ہے گھر میں یا میں دے دوں۔ آج بڑے  
دنوں بعد ایک ہی دادے کی اولاد اس صحن میں اکٹھی ہوگی۔ تم میں اور  
بیدی کا باپ فیض بخش۔ میرا تو کوئی جیا جنت نہیں ہے۔ بس تمہارا یہ  
چھوڑ ہے اور فیض کا رد شنا ہے۔ اللہ جیاتی دے۔ کا کی پڑھتی ہے؟

مریم :- جی میں فائل میں ہوں.

مہربان :- (کچھ نہ سمجھتے ہوئے) اچھا اچھا... تو پھر تم... بس ٹھیک ہے  
شاباش۔ اوسے کڑپے جلدی لاچار مہماںوں کے لیے.

چاچی آتی ہے اور نذرے کے سر پر دور رضا یاں ہیں جو وہ مولوی صاحب کے  
گھر سے لائی ہے.

چاچی :- اندر رکھ دے نذریا۔ بالکل نویں نکور ہیں۔ میں نے کہا خیر سے میری  
بیٹی بیٹا آئے ہیں ہلی بار تو....

فضل :- ہلی بار تو نہیں آئے بھائی۔ یاد ہے جب ان کی ماں زندہ تھی تو  
ہم تقریباً ہر سال آتے تھے.

چاچی :- ہاں بس اسی بہشت کو ہم سے پیار تھا۔ وہ دکھ سکھ پانشتی تھی ہمارا۔  
گریسوں کی شاموں میں کوٹھے پر چارپائی ڈال بیتی تھی اور دے نذریا...

اس دران ندر ارض نیاں اندر رکھ کر صحن کے ایک گونے میں دوسروں سے  
الگ برا جمان ہو چکا ہے اور سر جھکانے بیٹھا ہے۔

نذر : - میں ابھی گیا اور ابھی آیا۔ (اٹھے بغیر)

چاچی : - ماہائے کہاں گیا اور کہاں آیا۔ بیٹھا رہ آرام سے مہمان آئے ہوئے  
میں ...

مہربان : - بہن جنتے یہ کچھر و کبھی کبھار اترتے ہیں، ہمارے صحن میں۔ ان کی اچھی  
طرع خاطر کرنا، ناں تو مرغی نہ کر لیں؟ لاول؟

چاچی : - آؤ۔

مہربان : - ہیں ... اچھا ... وہ تو زندہ ہے نما فی۔ حلال کرنی پڑے گی۔

چاچی : - چھری ہے میرے پاس۔

مہربان : - وہ ... ہاں وہ تو پاد آیا کہ بیمار ہے۔ بھل کر لیں گے۔ کیوں بھٹی بچوآپ  
کل بیہاں رہو گے ناں تو کل آپ کا چاچا مہربان آپ کو مرغی کھلاتے گا۔  
ابھی تو ذرا بیمار ہے۔

زبیدہ چائے لاتی ہے، عارف کو دیتی ہے۔

بیدی : - لو بھاجی۔

عارف : - (ایک گھونٹ لیتا ہے) اس میں تو نری چینی ہے۔ میٹھی شہد۔

بیدی : - آہو میں نے خود پچ بھر بھر کے ڈالے ہیں اپنے بھاجی کے بیے۔ لو  
آپا جی۔

صریم : - نہیں میں چائے نہیں پیتی۔

مہربان : - گُڑیے ذرا ادھر بھی لے آٹھیک بنی ہے چائے؟

بیدی ادھر جاتی ہے اور چائے دیتی ہے۔ گھونٹ بھرتا ہے۔

آہو ٹھیک بنی ہے۔

فضل :- بہن جنتے میں ذرا بھائی نیفیں اور روشنے سے مل آؤں۔ کنوں پری  
ہوں گے ناں ؟

چاچی :- وہ تو آنے والے ہیں دو دھوئے کر۔ آپ آرام کر دو۔

فضل :- نہیں ایک دو ضروری باتیں کرنی ہے اُس سے میں ہوا تا ہوں۔

جنتے کے چہرے پر تشویش۔

جنتے :- دے نذریا۔

نذر را :- میں تو ابھی گیا اور ابھی آیا۔

جنتے :- کہیں نہیں جانامرن جو گیا۔ بھائی فضل کو کنوں تک لے جا۔ کہیں اپنی زمین کو جانے والا ماستہ نہ بھول گئے ہوں۔

نذر را :- بالکل جی۔ آؤ بھائی جی۔

فضل :- مریم۔ عارف میں ذرا تمہارے سے چاچا نیفیں کو مل آؤں۔ اسی کام کے سطے میں  
چل جی۔

نذر را اور فضل جانے ہیں۔

جنتے :- مریم ہم سب ایک ہی دادے کی اولاد ہیں۔ لیکن دُور دُور ہو گئے ہیں۔  
... دیکھو تو ہی بیدی کی شکل تمہارے جیسی نہیں ہے۔

مریم منہ بنا کر دیکھتی ہے۔

اور میرا روشن تو اللہ رکھے... ہمیں مل بیٹھنا چاہیئے، پہلے کی طرح...

سیاسے کہتے ہیں اتفاق میں برکت ہی برکت ہے...

عارف :- آپ کے پاس کوئی لاٹین وغیرہ نہیں ہے... شام ہو گئی ہے۔

بیدی :- ہمارے پاس تو بھلی ہے بھاجی... بلب لگا ہے۔

عارف :- توجہاتی کیوں نہیں ؟

بیدمی :- میں نے سوچا ابھی تو دکھائی دے رہا ہے۔ خواہ مخواہ بھلی صانع تو نہیں  
کرنی....

جاکر بدب جلاتی ہے۔

جنتے :- آہو پچ شام ہو رہی ہے۔ کچھ ان پانی کا کروں... گنالی میں آٹا لے  
آبیدیے۔

ادھر اُدھر دیکھ کر مریم کے پاس جاتی ہے۔  
مریم بھائی فضل کو کیا کام ہے فیض کے ساتھ ؟

مریم :- پتہ نہیں۔

اُٹھتی ہے سیر ہیوں کی طرف جاتی ہے۔ موسیقی بھتی ہے۔

### ڈزالو

شام گھری ہو چکی ہے، رات بھی ہو سکتی ہے۔ کنوئیں پر فضل اور فیض بیٹھے ہیں۔

فیض :- نہیں بھائی فضل، ہمارے خاندان میں پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا...  
نہیں۔

فضل :- نہیں کا کیا مطلب ہے۔ تم مجھے روک دو گے ؟

فیض :- نہیں۔ میرا سب ہی نہیں ہے تھیں روکنا۔ تم خود سیانے ہیانے  
ہو... .

فضل :- بس تم گاہک تلاش کرو... اور اگر تمہارے پاس رقم ہے تو تم خریدو۔  
مکان اور زمین دونوں، میرے لیے ان کا کوئی مصرف نہیں ہے۔

فیض :- اپنی زمین یہ پ دو گے ؟

فضل :- کیا نامہ ہے مجھے اس زمین کی ملکیت کا... .

فیض :- زمین والے کہلاتے ہو۔ گاؤں میں آتے ہو تو لوگ عزت کرتے ہیں۔

فضل :- میرا بیٹا تعلیم کے لیے امریکہ جانا چاہتا ہے۔ بیٹی کی شادی کے لیے بھی مجھے خاصی رقم درکار ہے اور میرے دسال تک جانتے ہو، محدود ہیں۔ میں بھور ہوں۔

فیض :- میں بھی تھوڑا سا مجبور ہوں۔ ہمارے مکان میں رہتا ہوں۔ تم اب وہ بھی بیچنا چاہتے ہو... ہمارا جدی پُشتی مکان ہے۔ بھائی فضل... ہمارے بزرگ اس کے صحن میں....

فضل :- دیکھو بھائی فیض... زمین آؤ ہی بخبر ہے اور باقی آدمی پر چارہ دغیرہ کاشت کر لیتے ہو، اس کا کچھ فائدہ نہیں اور مکان... میں نے کیا کرنی ہے گاؤں کی عزت... دس بارہ برس بعد آگیا ہوں۔ آئندہ شاید کبھی نہ آؤں... میرے بال بچے یوں بھی گاؤں کو پسند نہیں کرتے۔

فیض :- میرے پاس تور قم نہیں ہے بھائی... میں تو پھر عرض کر دیتا ہوں۔ بھائی اس زمین میں ہمارے بزرگوں کا خون پسینہ جذب ہے۔ تھیں پتہ ہے کہ پہلے ہماری کوئی زمین نہ تھی۔ ہم در بدر کی ٹھوکریں کھاتے تھے پھر ہمارے بزرگوں نے اپنی محنت سے اور دن رات کی جدوجہد سے زمین کایا۔ مگر اعاصل کیا۔ اب ہم صرف اسی کی وجہ سے عزت والے ہیں۔

فضل :- دکھ تو مجھے بھی ہو گا... پر کیا فائدہ اس زمین کا جوبندے کو سکھنا دے۔ اور پھر جھوٹا سا مگر ہے اور وہ بھی زیادہ تر بخبر۔

اندھیرے میں سے روشن آتا ہے۔

روشن :- بخوبی زمین والے اپنی زمین کو یقین تو نہیں دیتے۔ چاچدا سے آباد کرتے ہیں۔

فضل :- روشن

روشن :- سلام چاچا... نہ چاچا ایسا نہ کر... بے شمار ایسے لوگ ہیں جن کی

زین ہم سے بھی کم ہے۔ ہم تو خاصے خوشحال ہیں ان کے مقابلے میں ...

فضل :- میں تمہاری نہیں صرف اپنی زین یہ پہنچا چاہتا ہوں۔

روشن :- زین تو سب کی ہے۔ ہم سب اسے کاشت کرتے ہیں۔ اسی میں سے مدد اگاتے ہیں۔ اگر ایک بھائی اپنا حصہ پیچ دے، دوسرا دیوار کھڑی کر رے تو کھیت چھوٹے ہو جائیں گے ... سبھی کانقمان ہے۔ فائدہ اکٹھے رہنے میں ہے۔

فضل :- (طنزیہ) بڑا دانا ہو گیا ہے۔

روشن :- ہاں چاچا جوز میں کے قریب رہتا ہے زین اسے اپنی دانائی دے دیتی ہے۔

فیض :- بھیا کچھ بندوبست ہو سکتا ہے تو چاچے کے ساتھ سودا کر لے ...

روشن :- میرے پاس تمہارے سے کوئی الگ تھوڑا ہے۔ وہی کچھ ہے جو بیدری کی شادی کے لیے جمع کر رکھا ہے۔ ہم میں پسلی نہیں ہے زین خریدنے کی۔

فیض :- اور مکان ؟

روشن :- وہ ہم ایک سُلی بنایں گے پہاں ... اپنی زین کا یہ فائدہ تو ہوتا ہے ناں کہ اس پر جب جی چاہے بندہ چھت ڈال کر سر چھپا سکتا ہے۔

فضل :- میں ... میں تمہیں ... تم بے شک دو تین ہمینے اور رہ لومکان میں ... لیکن زین ...

روشن :- (اندھیرے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے) چاچا نفضل اُدھراندھیرا ہے۔

جنگل ہے اور جنگل میں طرح طرح کے جانور ہیں جو ہماری نصلوں کے لئے ہیں۔

میں ... میں نے جب سے ہوش سن بھالا ہے۔ اپنے کھیتوں کی راکھی کی ہے۔

کسی جانور کو اپنے کھیت میں نہیں آنے دیا۔ ہم اس زین کے لیے

جتنی زیادہ تکلیفیں ہمیں گے اور قربانیاں دیں گے۔ اتنے ہی پاکیزہ خالص اور مضبوط ہو جائیں گے۔ چاچا تمہیں پتہ ہے کہ جن لوگوں کی اپنی زین نہیں ہوتی ان کا کیا حشر ہوتا ہے ۶۰۰

— ۲۷ —

مکان کا ایک کمرہ۔ آدمیے حصے میں جست کی دو ٹبری بڑی پیشیاں ہیں۔ دیواروں پر برلن سمجھے ہیں۔ کچھی دیواریں اور تین چار پیشیاں بالکل ساتھ ساتھ پچھی ہیں۔ کیونکہ کمرے میں مزید جگہ نہیں ہے۔ اگر پراپرٹی کے پاس "بھڑولا" ہو تو وہ بھی کمرے میں رکھ دیں۔ ایک بلب بلب رہا ہے۔ مریم اور عارف اپنے اپنے بستروں پر بیٹھے ہیں۔ چھینٹ کی رہنمائیاں ایک طرف رکھی ہیں۔ عارف کے شیپ ریکارڈر پر کوئی دھن پل رہی ہے یعنی کٹ کریں تو یکدم موسیقی کا شور ہو۔

مریم :- عارف... عارف... بھی آہستہ کرو اسے۔

عارف :- میں اور کیا کروں اس گاؤ فارسیکن پلیس میں، مریم یہ ہمارے باپ دادا اس مکان میں کیسے رہتے تھے... اتنی گندگی ہے ہر طرف اور بیدی وہ کتنی غلیظ ہے۔

مریم :- (ہنس کر) کزن ہے تمہاری۔

عارف :- تمہاری بھی تو ہے۔

مریم :- تمہیں پتہ ہے اس کے ہاتھوں میں سے گوبر کی بُو آرہی تھی۔ پیغامبرؐ کی خالص تازہ گوبر کی بُو... ۶۰۰

(منہ بناتی ہے،)

ایہ... اور یہ جو چاچی جنتے ہے بسم اللہ بسم اللہ کرتی پھرتی ہے۔ اس نے مجھے زبردستی پہاڑ دیا تو اس کے پیڑوں سے یہ گھنی یا مکھن وغیرہ کی

SAMELL آہی تھی قسم سے۔

عارف :- ہم کو یہاں سے فرار ہو جانا چاہئے جلد از جلد۔ اور یہاں سردی بھی تو بہت ہے۔

مریم :- تو ان خوب صورت رضا یوں میں گھس جاؤ۔

عارف :- یہی تو مصیبت ہے ان میں پتہ نہیں کس طرح کی SAMELL ہے شاید مرغیوں کی اور پتہ نہیں کس طرح ...

مریم :- لا ہور سے چلتے وقت میں نے ابو سے پوچھا تھا کہ وہاں گاؤں میں اکامڈلشین تو پر اپر ہے نا۔ کہنے لگے فرست کلاس۔ یہ ہے فرست کلاس اکامڈلشین۔

عارف :- دیسے مریم وہ اندوں کا سالن بہت منزے دار تھا۔

مریم :- ہاں یوں تو یہاں کی گندم کا ذائقہ بھی بہت اچھا ہے شام دفالص  
ہے نا ...

عارف :- ہاں اور یہاں کی ساتھی بھی تو خالص، میں اور گندگی بھی خالص ہے۔

مریم :- چھت کی طرف دیکھتی ہے، عجیب سائکلت ہے کہ ابو اور دادا اور ان کے دادا اسی کمرے میں ہوا کرتے تھے اور بڑی طرح چست کو دیکھا کرتے تھے۔

چھت کے اسی حصے کو جسے میں دیکھ رہی ہوں۔

عارف :- زیادہ غور سے دیکھو گی تو مگر پڑے گی۔ بہر حال ہم تو بھرپاتے اپنے گاؤں سے۔

فضل ناہے۔

مریم :- بہت دیر کر دی ابو۔

ابو :- ہاں ٹوپر سے پہ بہت سارے لوگ ملنے کے لیے آگئے۔ ہماری برا دری

خاصی بڑی ہے نا۔

عارف :- اور اس کام کا کیا ہوا ؟

ابو :- ہو جائے گا ... بالکل ہو جائے گا۔

اس کے ساتھ بستر پر لیٹا ہے۔

اب سونے کی کوشش کرو۔ صح تھیں کنوئیں پر لے کر جانا ہے۔

سب لوگ رضا یاں ادڑھتے ہیں۔ چند محوں بعد چاچا مہربان دروازہ کھول کر جھانکتا ہے۔

مہربان :- نا۔ صح سویرے مرغی نہ کریں ... ہیں ... ابھی بتا دو۔

ابو :- تکلف کی کیا ضرورت ہے بھائی مہربان۔

مہربان :- اچھا جیسے تمہاری مرضی ... لبس وہ مرغی تمہارے لیے رکھی ہوتی ہے۔  
جب کہو گے کریں گے۔

پیدی کی آواز :- چاچا مہربان بھاجی اور آپاں جی کو سونے دو، تھکے ہوئے ہوں گے۔

مہربان :- اچھا اچھا ... لو بھئی سو جاؤ۔

جاتا ہے۔ سب مسکراتے ہیں۔

— ۶۴ —

صح۔ مرغ بولتا ہے۔ صحن میں سے دودھ کے رڑھکنے کی آواز۔ کیرہ مریم پر جاتا ہے۔  
اس کے ساتھ مدھانی کی آواز بلند ہوتی ہے۔ مریم خوفزدہ ہو کر آنکھیں کھولتی ہے اور آواز کوستی ہے پھر کمک کر عارف کے قریب جاتی ہے۔

مریم :- عارف ... عارف ... بنو پہ کچھ بول رہا ہے۔

عارف :- (ستا ہے)، پتہ نہیں کیا ہے۔

مریم :- لگتا ہے کوئی خطرناک شے ہے۔

عارف :- نہیں۔ (خوفزدہ ہے)

مریم :- ہاں... بُشْنُو... ذرا پتہ تو کریں کہ کیا ہے۔

عارف :- (خوفزدہ، خود ہی تو کہتی ہو کہ خطرناک شے ہے۔

مریم :- انھوں دیکھتے ہیں۔

صحن کا پورا شات۔ ایک کونے میں چاچی مدھانی رڑھک رہی ہے۔ پیدی جھاڑ دے رہی ہے۔ مگرے کا دروازہ کھلتا ہے اور دونوں جھکے جھکے باہر آتے ہیں۔

چاچی :- آؤ جی بسم اللہ.... جاگ گئے۔

مریم :- چاچی... یہ ذرا چلانا۔

چاچی :- سیا... یہ مدھانی... (چلاتی ہے)

عارف :- ہاں اسی کی آداز تھی۔ اس میں ہے کیا؟

چاچی :- دو دھجواب مکھن اور لسی بن چکا ہے، ہپیو گے۔

مریم :- میں ذرا اسے چلانوں؟

چاچی :- بسم اللہ۔ کیوں نہیں۔ آخر تم بھی گاؤں والوں کی بیٹی ہو۔ آؤ۔

مریم بیٹھ کر چلانے کی کوشش کرتی ہے مگر ناکام رہتی ہے۔

پیدی :- آپاں جی زور بخاؤ... ہم ہاتے آپاں جی آپ سے تو ہوتا ہی نہیں۔ بجا جی

چار بنائیں؟

عارف :- نہیں۔

مریم :- تم ذرا اندر چلو عارف...

ایک مرتبہ سیر ہیوں کی طرف دیکھتی ہے۔

عارف :- کیوں؟

مریم :- بس چلو....

عارف اندر جاتا ہے۔

مریم :- (ادھر ادھر دیکھ کر) وہ چاچی... تم پرسے ہو جاؤ بیدی۔  
بیدی :- اچھا آپاں۔

مریم چاچی کے قریب جا کر کچھ کہتی ہے تو وہ ہنستی ہے۔ اور پھر ادھر کر کچھ اشارہ کرتی ہے کہ آؤ۔

— ۳۴۷ —

چاچی اور مریم کھیتوں میں جا رہی ہیں۔ ادھر ادھر دیکھ کر بیٹھ جاتی ہیں۔

— ۳۴۸ —

سکنواں۔ روشن ایک ولٹو ہے میں دودھ دوہ رہا ہے۔ فیض چارہ کاٹ رہا ہے، اور موشیوں کے آگے ڈال رہا ہے۔

فیض :- روشنیا...

روشن :- ہاں چاچا۔

فیض :- بھائی فضل کے پھون کو آج ذرا ادھر ادھر کھا پھرا دے۔  
روشن :- پتا نہیں وہ پسند کریں نہ کریں۔

فیض :- ہمارا تو فرض ہے ناں... ادھر لے آنا ڈیرے پر... زمین پر...  
ادھر قبرستان میں فاتحہ پڑھ آنا بزرگوں کی ٹھیکیوں پر۔

روشن :- اچھا چاچا۔

دودھ سر ہاٹھا تا ہے اجسیے گاؤں جا رہا ہے۔

— ۳۴۹ —

برہ - عارف یٹھا ہوا ہے۔ فضل باہر جا چکا ہے۔ مریم آقی ہے۔ اور بہت اپ سیٹ

آتی ہے۔

مریم :- عارف ...

عارف :- کہاں چلی گئی تھیں۔ الوبوچھر ہے تھے۔

مریم :- عارف تمہیں پتہ ہے میرے ساتھ کیا ہوا؟ YOU CAN'T

IMAGINE & TELL YOU....

عارف :- ہوا کیا؟

مریم :- تمہیں پتہ ہے کہ اس گھر میں ... ہمارے گھر میں با تھر دم نہیں ہے۔

ڈیونوڈیٹ؟

عارف :- وہ ہمینہ پھپ تو ...

مریم :- نہیں نہیں۔ آتی میں پڑا پہ با تھر دم ... میں نے صبح چاچی سے پوچھا کہ با تھر دم کہاں ہے تو وہ سکنے لگی کہ پہاں تو نہیں ہے۔ کھیتوں میں جانا

ہو گا... اچھا تو

I THOUGHT THAT THEY BUILD THEIR

BATHROOMS IN THE FEILDS .... OR

SOME THING.....

چنانچہ میں چاچی کے ساتھ کھیتوں میں چلی گئی۔ اور وہاں کوئی با تھر دم نہیں تھا۔ وہاں وہ بس کھیتوں میں ...

DON'T TELL ME THAT.

عارف :-

مریم :- I AM TELLIN YOU THAT

عارف :- THAT'S FUNNY

مریم :- IT'S RIDICULOUS

بیدی جھانگتی ہے۔

بیدی:- آپاں جی آپاں جی... آپ کا پروٹھا پک گیا ہے۔ بھاجی آپ بھی آجائو... .

عارف:- اچھا... (جاتی ہے)، ایک تو میں اس آپاں جی آپاں جی سے بہت بیزار ہوں۔

مریم:- (مسکرا کر) گزن ہے تمہاری۔

عارف:- تمہاری بھی تو ہے... .

دونوں اٹھتے ہیں۔ صحن میں گٹ کرتے ہیں۔ چاپچی پڑائٹھے بنارسی ہے۔ یہ دونوں جاتے ہیں۔ پیڑھیاں بیدی رکھتی ہے آگے آگے گر کے... کھانے لگتے ہیں۔ دیوار پر سے مہربان جھانگتا ہے۔

مہربان:- اچھا تو جاؤ گئے مہمان... . جنتے چاہر نہیں بنائی ان کے لیے۔  
جنت:- بنائی ہے۔

مہربان:- تو پھر پلاں کو بھی اور مجھے بھی... اور میں نے ان کا کھانا کرنا ہے۔ میرے پکھڑ نہیں لگتے... . ہیں... .

جنت:- کر لینا کھانا (چائے بیدی کو دیتی ہے)، لے بیدی چاپھے مہربان کو دے... مریم رجھ کے کھانا میرے ہاتھ کے بنائے ہوئے پڑائٹھوں سے بندہ موٹا نہیں ہوتا... .

ردش نگھر کے اندر داخل ہوتا ہے۔ چونکہ آرام سے خاموشی سے آتا ہے۔ اس لیے کسی کو پتہ نہیں چلتا۔ صرف مریم کا چہرہ ادھر ہے۔ وہ اسے دیکھتی ہے۔ ردش بھی اسے دیکھتا ہے۔ لیکن کچھ کہے بغیر دودھ کی گاگر زمین پر رکھ کر پیٹھو جاتا ہے دوں نیں ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ لیکن اس دیکھنے میں محبت دغیرہ نہیں بلکہ تجسس ہے۔

## ( فلیش بیک )

ایک درمیانے درجے کا گھر۔ بیڈروم یا ڈرائینگ رووم۔ ۸۷۸۷۲ پس منظر سے کر لیں تو بہتر ہو گا۔

مریم :- کیا ابو کیا؟

ابو :- کچھ نہیں... بس یونہی میرا خیال تھا کہ... ہاں تم ٹھیک کہتی ہو...  
پتہ نہیں کیوں بس... بہر حال جانے دو۔

مریم :- لیکن ابو آپ نے عجیب و غریب بات کہہ دی... میری سمجھ میں نہیں آتا گے....

ابو :- مریم میں نے کہا تو ہے کہ بس یونہی۔

مریم :- آٹھ جماعت پاس اور کھیتوں میں مزدوری کرنے والے ایک لوگ کے کے پارے میں آپ یہ سوچیں کہ...

ابو :- تمہاری ماں نہیں ہے تو مجھے ہی یہ سب...

مریم :- ہاں لیکن ابو... آپ اپنی بیٹی کے لیے یہی سوچ سکتے ہیں۔

ابو :- آئیں ایم سوری... بس ایسے ہی خیال آگیا تھا۔

## ( فلیش بیک ختم )

مریم سیڑھیوں کی طرف دیکھتی ہے اور پھر روشن کی طرف ایک نظر ڈال کر کھانا کھانے میں مصروف ہو جاتی ہے۔ اس دوران جنتے روٹی پکاتے پکاتے پچھے مڑ کر دیکھتی ہے۔

جنتے ہو روشن... تو کب آیا... یہ مریم ہے ماں اور یہ عارف ۔۔۔ چاپا

فضل باہر گیا، ہوا ہے، دوستوں سے ملنے... یہ خیر سے روشن ہے... ۔۔۔

(سلام دعا ہوتی ہے، توارات کو نہیں آیا۔

روشن : میں راکھی پر تھا۔

جتنے :- ہماری زمین کے ساتھ ہی بیلا ہے نا جنگل تو اُدھر سے جنور آ جاتے ہیں۔  
فصل اچاڑنے... پر روشن ساری ساری رات را کھی سرتا ہے مجال ہے  
کسی کی - تو بھی کھالے ناں ...

روشن :- پہلے ہمانوں کو بھگتا لے ... اس کے بعد میں نے ان کو لے کے جانا ہے۔  
... اگر ان کی مرضی ہوتی تو ...

عارف :- کہاں جانا ہے بھائی ... روشن،

روشن :- جس طرح گاؤں کا کوئی بندہ شہر جاتا ہے تو آپ اسے چڑیا گھر اور عجیب  
گھر نہیں دکھاتے تو ہمارے بھی اپنے عجیب گھر ہیں ... یہاں وہ  
دیکھیں گے ...

عارف :- کیوں مریم؟

مریم :- MIND DONT 9

عارف :- میں ذرا جو گزر اور جین وغیرہ پہن لوں۔

بیدی :- دروشن سے ، بھاجی میں بھی چلوں ...

جتنے :- بیٹھ آرام سے ، دوپھر کے بیٹے ہانڈی مگر نہیں کرنا ہمانوں کے بیے ...

روشن :- چلنے دے اماں ... اسے بڑا چاہ رہے شہریے رشتہ داروں کا۔

بیدی :- تو پھر میں بھی چھینٹ کا سوت پہن لیتی ہوں ہیں اماں ...

جاتی ہے۔

کمرے میں عارف داک میں کے پلگ کا نوں میں لگائے جھوم رہا ہے۔ ظاہر ہے  
آواز نہیں ہے۔ بیدی دروازہ کھول کر جبائیگتی ہے اور پرلیٹان ہو جاتی ہے۔  
کہ اس شخص کو کیا ہو گیا ہے۔ اسے دیکھ کر بھائیگتی ہوتی صحن سے واپس جاتی ہے۔